مقصدِ نبوت نصوص شرعیہ کی روشنی میں

The Goal of Prophethood In Light of Shariah

ڈاکٹر سید نعیم بادشاہ[i] ڈاکٹر میر اکبر شاہ[ii]

Abstract

The God Almighty created his messengers to rectify the path of the humanity especially those who got a strayed from the right path and also to arouse the capacity of Ubodiat in there herts. The mission of the messenger was to ameliorate the life of morally degraded people by spreading the light of true faith in their dark and cursed world.

History in itself is evident of the great effort by the messengers who always helped the humanities in time of crises by strengthening the relationship between creator and then creator. They confronted with evil powers, razed the moral evils, reformed the social evils and splendid style which is based as belief in the oneness of God and his messengers and free from social inequalities.

Those who followed and accepted this system entered the threshold of eternal success while the disobedient faced ultimate failure in their life.

Key Words: Goal of Prophethoot, Messenger

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کو سیدھی راہ پر لانے اور ان کے اندر عبودیت کا وصف پیدا کرنے کیلئے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ قائم فرمایا۔ان کا کام اور مشن یہ تھا کہ گمراہیوں میں ڈوبی ہوئی اور اخلاقی اعتبار سے بگڑی ہوئی انسانیت کو دوبارہ نئی جلادے کر انہیں راہ ہدایت پر لائیں اور اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لائیں اور سوئے منزل کی طرف رواں دواں کریں۔

i اسسٹنٹ پروفیسر، اسلامیہ کالج یونیورسٹی، پشاور
ii لیکچرر، اسلامیہ کالج یونیورسٹی، پشاور

تاریخ سے یہ بات بالکل واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ واقعی انبیاء کرامؑ نے ہر نازک موڑ پر گرتی ہوئی انسانیت کو سنبھالا، اور انہیں سہارا دے کر ان کا رشتہ اپنے معبود حقیقی سے جوڑا۔ کبھی توشرک و بدعت کا مقابلہ کیا، کبھی معاشرتی خرابیوں کی اصلاح اور کبھی اخلاقی برائیوں کا قلع قمع کیا، انسانیت کو ایک عظیم الشان نظام حیات دیا جو فکر و عمل توحید ور سالت کی بنیادوں پر قائم اور عدلِ اجتماعی و سماجی امتیازات سے پاک وصاف ہے۔

جب بھی انسانیت نے اس نظام کو اور ان احکام کو قبول کیا۔ وہ کامیاب و کامران ہوئے اور ابدی فلاح کے مستحق ہوئے اور جس نے جہاں بھی انبیاء کرام کے بتائے ہوئے اصولوں سے انحراف کیا وہ ناکامی و بربادی کے گڑھے میں جا گرے۔

انبیاء کرام کے اس جامع اور کامل منصب کو قرآن حکیم نے یوں بیان کیا:

> وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ[1]
>
> " ہم نے ان کو امام بنایا، وہ ہمارے حکم کے مطابق لوگوں کی ہدایت کرتے تھے اور ہم نے ان کو وحی کی، خیرات (بھلائیوں) کے کرنے کی، اور نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے کی، اور وہ ہمارے عبادت گزار تھے۔"

اس آیت کریمہ میں انبیاء کرامؑ کو منصب نبوت پر فائز کرنے کا مقصد بتایا گیا ہے۔

1. وہ امر الہی کو اسطرح واضح کریں کہ لوگوں کیلئے ہدایت کا ذریعہ بن جائے۔
2. لوگوں کو فعل الخیرات کی تعلیم دیں۔

پیغمبروں کو جن اعمالِ خیر کی وحی کی جاتی تھی ان کا معنی ومفہوم بہت وسعت رکھتا ہے اور اس میں عبادات، اخلاقیات اور معاملات سب ہی شامل ہیں اور اسی کا نام دین وشریعت ہے اور خیرات سے کل شریعت ہی مراد ہے۔ جسیا کہ امام بغویؒ نے اس آیت کی تشریح میں لکھا ہے:

> (وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً) يقتدى بهم فى الخيرات (يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا) يدعون الناس الى ديننا(وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ) يعنى العمل بالشرائع[2].

"اور ہم نے انہیں امام بنایا وہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے)یعنی امور خیر میں ان کی پیروی کی جاتی تھی اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگوں کو ہمارے دین کی دعوت دیتے(اور ہم نے ان کی طرف اعمال خیر کی وحی کی)،یعنی "شریعتوں پر عمل کا حکم دیا۔"

کسی نبی کا کام مکمل ہونے کے بعد جب وہ اس دارِ فانی سے کوچ کر جاتا تو اس کا عطا کردہ فکر اور اس کے مقاصد بعثت نظروں سے آہستہ آہستہ اوجھل ہو جاتے اور ایک مرتبہ پھر ہر طرف گمراہی وضلالت کا انسانیت پر غلبہ ہو جاتا اور ان کا رابطہ اس نظام فکر و عمل سے کٹ جاتا جو انبیاء کرام علیہم السلام دے کر گئے تھے، شروع میں تو چند اعتقادات وعبادات تک وہ اپنے آپ کو مقید سمجھتے ہیں لیکن رفتہ رفتہ وہ اعتقادات وعبادات بھی اپنی اصلی روح سے محروم ہو کر صرف خالی رسمیں رہ جاتی ہیں۔ جس کی وجہ سے نئی بعثت کی ضرورت پیش آتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے کسی برگزیدہ بندے کو نبوت کا منصب دے کر اصلاح کیلئے مبعوث فرماتا ہے۔ یہ سلسلہ چلتا رہا، یہاں تک کہ آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لائے۔

مندرجہ بالا عنوان پر سید سلیمان ندویؒ ایک طویل مضمون کے اختتام میں لکھتے ہیں:

"دنیا کی عملی تاریخ سے تمہارے دلوں میں یہ یقین پیدا ہو گیا ہو گا کہ انسان کی حقیقی بھلائی، اعمال کی نیکی، اخلاق کی بہتری، دلوں کی صفائی اور انسانی قویٰ میں اعتدال اور میانہ روی پیدا کرنے کی کامیاب کوشش اگر کسی طبقہ انسانی نے انجام دی ہے تو وہ صرف انبیاء کرام کا طبقہ ہے جو خدا کے فرستادہ ہو کر اس دنیا میں آئے اور دنیا کو نیک تعلیم اور ہدایت دے کر اپنے بعد کے لوگوں کے لئے چلنے کا ایک راستہ بنا کر چھوڑ گئے، جن کی تعلیم و عمل کے سرچشمہ سے بادشاہ ورعایا، امیر وغریب، جاہل اور عالم سب برابر کا فیض پا رہے ہیں[3]۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَى قَوْمِهِ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَنْ نَشَاءُ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَى وَهَارُونَ وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَى وَعِيسَى وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِنَ الصَّالِحِينَ وَإِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ وَمِنْ آبَائِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ذَلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا

يَعْمَلُونَ أُولَئِكَ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ فَإِنْ يَكْفُرْ بِهَا هَؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَى لِلْعَالَمِينَ[4]

"اور ہم نے ابراھیم کواس کی قوم پر (اپنی حجت پیش کرنے کیلئے) یہ دلیل عنایت کی۔ ہم جس کو چاہتے ہیں بدرجہابلند کرتے ہیں، بے شک تیراپروردگار حکمت والاعلم والاہے اور ہم نے ان (ابراہیم) کواسحاق اور یعقوب عطاکئے، ہرایک کو (ان میں سے) ہدایت بخشی اور ہم نے (ابراہیم) سے پہلے نوح کوہدایت دی اور ان (ابراہیم) کی نسل سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو (ہدایت دی) اور ہم نیکوکاروں کوایساہی بدلہ دیتے ہیں اور زکریااور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو (ہدایت دی) ہرایک صالح لوگوں میں تھااور اسماعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو (ہدایت دی) اور ان میں سے ہرایک کو دنیا (میں اس کے زمانہ کے لوگوں) پر فضیلت بخشی اوران کے بزرگوں اوران کی اولادوں اور ان کے بھائیوں میں سے ان کو چنااوران کوسیدھے راستہ کی طرف ہدایت کی یہی خداکی ہدایت ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتاہے اسے ہدایت دیتاہے اگروہ شرک کرتے توان کے سارے کام برباد ہوجاتے، یہی وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے کتاب، قوت فیصلہ اور پیغمبری عنایت کی، تواگر یہ لوگ (جوان کے نام لیواآج موجود ہیں) ان نعمتوں کی ناشکری کریں توہم ان نعمتوں کوایسے لوگوں (یعنی مسلمانوں) کے سپرد کردیاجوان کی ناقدری نہیں کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کواللہ تعالی نے ہدایت دی تو بھی انہی کی ہدایت کی پیروی کر[5]۔"

ان آیتوں میں انسانوں کی ہدایت اور راہنمائی کیلئے اوصافِ انسانی میں سے ایک خاص طبقہ کے بیشتر افراد کے نام بتائے گئے ہیں جن کی پیروی اور تقلید ہماری روحانی بیماریوں کاعلاج اور اخلاقی کمزوریوں کادرماں ہے۔ یہی وہ مقدس گروہ ہے جواللہ تعالی کی بسائی تمام آبادیوں میں پھیلا اور مختلف زمانوں میں تعلیم وہدایت کاچراغ روشن کرتارہا۔ آج انسان کے سرمایہ میں فلاح، سعادت، اخلاق نیک اعمال اور بہترین اعمال اور بہترین زندگیوں کے جوکچھ اثرات ونتائج ہیں وہ سب ان ہی بزرگوں کے فیوض وبرکات ہیں وہ جگہ جگہ اپنے نقش قدم چھوڑگئے اور دنیاکم وبیش انہی پر چل کراپنی کوششوں کی کامیابی کوڈھونڈرہی ہے۔

آگے فرماتے ہیں:

"ہم سب سے زیادہ ممنون ان بزرگوں کے ہیں جنہوں نے ہماری اندرونی دنیا کو آباد کیا، جنہوں نے ہماری حرص وہویٰ کی اندرونی چالیں درست کیں، ہماری روحانی بیماریوں کے نسخے ترتیب دئے۔ ہمارے جذبات ہمارے احساسات اور ہمارے ارادوں کے نقشے درست کئے، ہمارے نفوس وقلوب کے عروج وتنزل کا فن ترتیب دیا۔ جن سے دنیا کے صحیح تمدن اور صحیح معاشرت کی تکمیل ہوئی، اخلاق وسیرت انسانیت کا جوہر قرار پایا، نیکی اور بھلائی ایوانِ عمل کے نقش ونگار ٹھہرے۔ خدا وبندہ کا رشتہ باہم مضبوط ہوا، اور روزِ الست کا بھولا ہوا وعدہ ہم کو یاد آیا۔ اگر ہم انسانی سرشت کے ان رموز واسرار اور نیکی وسعادت کی ان پیغمبرانہ تعلیمات سے ناواقف ہوتے تو کیا یہ دنیا کبھی تکمیل کو پہنچ سکتی۔"

آخر میں فرماتے ہیں:

"غرض ہم کو اپنی ہدایت اور راہنمائی کیلئے معصوم انسانوں، بے گناہ ہستیوں اور ہر حیثیت سے باکمال بزرگوں کی ضرورت ہے اور وہ صرف انبیاء کرام ہیں۔ صلوات اللہ علیہم اجمعین۔ اور آخر میں آنحضرت ﷺ کو رحمت عالم بنا کر بھیجا گیا تاکہ وہ تمام عالم کیلئے دنیا میں اپنی زندگی کا نمونہ ہمیشہ کے لئے چھوڑ جائیں۔"

بعثت نبوی ﷺ کا مقصد

قرآن کریم میں کئی مقامات پر نبی کریم ﷺ کے منصب رسالت کی تفصیل بیان کی گئی ہے:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ[6]

" اے پروردگار ان لوگوں میں خود انہی کے اندر سے ایک رسول مبعوث فرما جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے۔"

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ[7]

" جس طرح ہم نے تمہارے اندر خود تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو تم کو ہماری آیات پڑھ کر سناتا ہے اور تمہارا تزکیہ کرتا ہے اور تم کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ[8]

"اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا جبکہ ان کے اندر خود انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔"

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ[9]

"وہی ہے جس نے امیوں کے درمیان خود انہیں میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو ان کو اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔"

ان آیات میں غور کرنے سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو صرف آیات کی تلاوت کیلئے نہیں بھیجا بلکہ اس کے علاوہ بھیجنے کے مقاصد اور بھی ہیں:

- ✓ ایک تو یہ کہ آپ لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیں۔
- ✓ دوسرا یہ کہ لوگوں کو حکمت بھی سکھلائیں۔
- ✓ تیسرا کام یہ ہے کہ افراد کا انفرادی واجتماعی تزکیہ بھی کریں۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ[10]

" اے پروردگار ان لوگوں میں خود انہی کے اندر سے ایک رسول مبعوث فرما جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے۔"

سورۃ البقرۃ، سورۃ آل عمران اور سورۃ الجمعہ کی ان آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا میں تشریف لانے کے مقاصد یا آپؐ کے فرائض منصبی تین بیان کئے گئے ہیں۔ تلاوت آیات، تعلیم کتاب وحکمت اور تزکیہ اخلاق۔

تلاوتِ آیات

بعثتِ رسول ﷺ کا پہلا مقصد قرآن کی آیتوں کو پڑھ کر سنانا ہے، عرب قرآن کے ظاہری

معنی کو زبان دان ہونے کی وجہ سے کسی حد تک سمجھ لیتے تھے یہ کام ظاہر میں بہت معمولی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن در حقیقت یہ بڑا عالی شان کام ہے۔اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی تلاوت اور تعلیم یعنی معنی و مقصود کا سمجھنا دونوں ضروری ہیں۔ یہاں الگ الگ بیان کرنے سے معلوم یہ ہوا کہ جس طرح معانی کا سمجھنا مقصود ہے اسی طرح تلاوتِ الفاظ بھی مستقل مقصود ہے بلکہ ان کی تلاوت اور حفاظت فرض اور ضروری عبادت ہے اور یہ سمجھنا کہ قرآن کریم کے الفاظ کو رٹ لینا اور ان کی تلاوت کرنا فضول ہے، تو یہ بھی قطعاً درست نہیں۔ اس لئے کہ الفاظ کی تلاوت مستقل عبادت ہے۔

لیکن آج کل عام تعلیم یافتہ لوگ قرآن کریم کو اور کتابوں پر قیاس کرتے ہیں اور یہ مفہوم اخذ کرتے ہیں کہ اگر کسی کتاب کے معنی سمجھ میں نہ آئیں تو ان کا پڑھنا اور رٹا لگانا عبث اور غیر ضروری چیز ہے۔ یہ خیال اور نظریہ بدیہی طور پر غلط ہے تلاوت کے سلسلے میں یہ جاننا بھی ضروری کہ قرآن کریم کے الفاظ کی تلاوت اور ان کی حفاظت اور ان کو ٹھیک اس لب و لہجہ میں پڑھنا جس پر وہ نازل ہوئے ہیں ضروری ہے۔

اسی طرح تلاوت کے فرض کے ساتھ تعلیم کتاب کو فرض قرار دینے سے یہ پہلو بھی اجاگر ہوتا ہے۔ کہ قرآن فہمی کیلئے صرف عربی زبان جاننا اور سمجھ لینا کافی نہیں۔ بلکہ تعلیم رسولؐ کی ضرورت ہے جیسے اور علوم و فنون میں بھی یہ بات واضح ہے کہ کسی علم اور فن کی کتاب کی زبان کو جاننا کافی نہیں، بلکہ اس فن کو کسی ماہر استاد سے سیکھنا ضروری ہے۔

مثلاً میڈیکل اور انجینئرنگ کی اکثر کتابیں انگریزی میں لکھی ہوئی ہیں، اور اگر صرف زبان دانی سے علوم و فنون سمجھ میں آتے تو آجکل ہر وہ شخص جو صرف انگریزی زبان جانتا ہے وہ ڈاکٹر اور انجینئر بن سکتا ہے۔ اس لئے کہ وہ ان کتابوں کو جو انگریزی میں لکھی ہوئی ہیں آسانی کے ساتھ سمجھ اور پڑھ سکتا ہے۔ لیکن معمول اور تجربہ اس کے برخلاف ہے کہ محض زبان کے جاننے سے فن نہیں آسکتا۔ آج تو ہر صنعت و حرفت پر ہزاروں کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ لیکن ان کو دیکھنے سے نہ تو آج تک درزی بنا ہے اور نہ باورچی، لوہار اور نہ ڈاکٹر اور انجینئر۔ لہذا اس سے معلوم ہوا ہے کہ فن جاننے کے لئے

زبان دانی کافی نہیں۔ بلکہ استاد کی تعلیم کی بھی ضرورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقط عربی جاننے سے قرآنی علوم سمجھ میں نہیں آتے ورنہ آج ابو جہل اور ابو لہب جو عربی کے ماہر تھے وہ ماہر قرآن اور مفسر مانے جاتے۔ بلکہ آج کل بھی ہزاروں کی تعداد میں یہودی و نصرانی ہیں جن کو عربی پر کافی دسترس حاصل ہے۔ لیکن قرآنی علوم سے ناواقف ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تعلیم رسول کے علاوہ تلاوت کا سننا اور خود اس کو سمجھنا خود فریبی کے سوا کچھ نہیں۔ چونکہ اگر فقط سن لینے سے یا پڑھ لینے سے قرآن کو سمجھا جاسکتا اور مضامین قرآنی کو سکھلانے اور بتلانے کیلئے کسی رسول اور نبی کی ضرورت نہ ہوتی تو بس فقط کتاب کو نازل کر دیا جاتا اور لوگ خود ان سے مطلب اخذ کر لیتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ باخبر اور تمام لغزشوں سے پاک ہیں وہ جانتے تھے کہ بغیر معلم کے اس کتاب کے مضامین تو نہیں سمجھے جا سکتے ۔ بلکہ اس کے لئے ایسے معلم کی ضرورت ہے جن کی وحی کے ذریعے رہنمائی کی جاتی ہو۔

اسی لئے قرآن کریم میں رسولؐ کی بعثت کا مقصد یہ بتلایا کہ وہ قرآن کریم کے معانی واحکام کی شرح کرتے اور لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آیات کے مطالب بیان فرمائیں۔ جیسا کہ قر آن کریم میں مذکور ہے:

لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ[11]

"تاکہ جو (ارشادات) لوگوں پر نازل ہوئے ہیں وہ ان پر ظاہر کر دو۔"

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سپرد یہ خدمت تھی کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کے جو احکام و ہدایات ہیں ان کی آپ توضیح و تشریح فرمائیں تاکہ سننے والا کتاب کا مطلب پوری طرح سمجھ جائے۔ اگر کوئی بات عملی مسئلے سے تعلق رکھتی ہے تو عملی مظاہرہ کر کے بتلائیں۔

اس مسئلہ میں بہت سی باتیں تشریح طلب ہیں۔ مثلا رسول بحیثیت معلم و مربی۔۔۔ بحیثیت شارح۔۔۔ بحیثیت پیشوا و نمونہ تقلید۔۔۔ بحیثیت قاضی۔۔۔ بحیثیت حاکم و فرمان روا۔۔۔ یہ تمام عنوانات طویل مباحث کے متقاضی ہیں۔ لیکن طوالت کی وجہ سے ان کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

تعلیم حکمت

تعلیم کتاب کے ساتھ دوسری چیز تعلیم حکمت ارشاد فرمائی گئی۔ اور حکمت کے عربی اعتبار سے کئی معانی ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہاں حکمت کے معنی صحابہ کرام و تابعین نے سنت رسولؐ بتائے ہیں۔ چنانچہ نبی کریمؐ نے فرمایا:

إنما بعثت معلما[12]

"میں تو معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔"

جب آپؐ کا معلم ہونا معلوم ہوا تو آپؐ کے متّبعین طالب علم کے دائرے میں آ گئے۔ لہذا ہر مسلمان مرد عورت پر طالب علم ہونے کے ناطے آپؐ کی تعلیمات کی لگن ہونی چاہئے۔ اور بقدر ضرورت علم حاصل کرنیکی فکر تو ہر صورت میں ضروری و لازمی ہے۔

تزکیہ

آپؐ کا تیسرا فرض منصبی تزکیہ ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ظاہری و باطنی نجاست سے پاک کرنا، ظاہری نجات تو مثلاً پیشاب کا لگنا، خون وغیرہ کا اور باطنی نجاست مثلاً کفر، شرک، مخلوق سے بھی وہی امیدیں وابستہ کرنا جو صرف خالق سے ہونی چاہیں۔ نیز تکبر، حسد بغض، حب دنیا وغیرہ۔

تزکیہ، تربیت کے معنی کو بتانے والا سب سے قریبی لفظ ہے۔ بلکہ تربیت اسی معنی میں تزکیہ کا مترادف ہے کہ دونوں سے مراد نفس کی اصلاح طبیعتوں کا سدھار اور انسان کو ایسے بلند کلمات سے وابستہ کر دینا ہے جو اس کو کجی اور گمراہی سے دور رکھیں۔ قرآن مجید میں تزکیہ کا لفظ مختلف جگہ پر استعمال ہوا ہے لہذا ضروری ہے کہ ہم ان پر غور کر لیں۔

چونکہ ارشاد ہے:

وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَى جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَلِكَ جَزَاءُ مَنْ تَزَكَّى[13]

"جو اللہ تعالیٰ کے حضور مومن کی حیث سے حاضر ہو گا جس نے نیک عمل کئے ہوں گے ایسے لوگوں کیلئے بلند درجے ہیں۔ ہمیشہ کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ جزا ہے اس شخص کی جو پاکیزگی اختیار کرے۔"

یہاں تزکیہ سے مراد، ایمان، اصلاح، خواہشات پر قابو، شر کا مقابلہ اور تمام اسباب گمراہی سے رک جانا ہے۔ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا[14]

"اور نفس انسانی اور اس ذات کی قسم جس نے اسے ہموار کیا پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیزگاری اس پر الہام کر دی یقیناً فلاح پا گیا وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اس کو دبا دیا۔"

مقصد بعثت کا بیان ایک اور انداز سے

نبی کریم ﷺ کی بعثت کے مقصد کو قرآن کریم نے اور انداز سے بھی بیان کیا ہے۔اور آپ کی بعثت کا مقصد دعوت الی اللہ مقرر کیا ہے۔آپ ﷺ کو دعوت و تبلیغ کا فریضہ سر انجام دینے کا حکم دیا گیا ہے۔چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ[15]

"اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام لوگوں کیلئے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَا تُسْأَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ[16]

"ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر مبعوث کیا ہے اور جہنمیوں کے بارے میں آپ سے کوئی باز پرس نہیں ہو گی۔"

ایک اور آیت میں اسی کو بیان کیا جاتا ہے:

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا[17]

"بہت بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ وہ سب جہان والوں کو ڈرائے۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا[18]

"اے نبی یقیناً ہم آپ کو گواہی دینے والا، بشارت سنانے والا، ڈرانے والا، اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی طرف بلانے اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔"

حافظ ابن کثیرؒ "داعیاً الی االله باذنہ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

{وداعيا إلى الله بإذنه} أي: داعيا للخلق إلى عبادة ربهم عن أمره لك بذلك[19]

" یعنی حکم الٰہی کی تعمیل میں آپ مخلوق کو اپنے رب کی عبادت کی دعوت دیتے ہیں۔"

شیخ ابن عاشورؒ فرماتے ہیں :

بإذنه ليفيد ان الله ارسله داعيا اليه و يسر له الدعاء اليه مع ثقل امر هذا الدعاء و عظم خطره[20].

" یعنی اس کے اذن کے ساتھ، یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف دعوت دینے والا بنا کر مبعوث فرمایا ہے اور دعوت کے کٹھن اور پر خطر ہونے کے باوجود اس کو آپ کیلئے آسان فرمادیا ہے۔"

خلاصہ:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس سلسلہ میں دو باتیں قابل غور ہیں۔ اول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہر زمانے میں انسانوں کی ہدایت کے لئے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ جاری رکھا۔اور ساتھ ساتھ آسمانی کتابوں کو بھی۔ جس طرح محض کتابوں کے نازل ہونے پر اکتفا نہیں کیا اسی طرح محض رسولوں کے ارسال پر بھی اکتفا نہیں کیا۔ایک طرف تو آسمانی اور الٰہی قانون کی ضرورت ہے اور دوسری طرف ایک ایسے انسان کی جو تعلیم و تربیت کے ذریعے لوگوں کو آسمانی ہدایت سے روشناس کرائے۔

جس طرح اسلام کی ابتداء ایک کتاب اور ایک رسول سے ہوئی اور ان دونوں نے ایک اعلیٰ مثالی معاشرہ کی بنیاد رکھی اسی طرح آگے بھی نسلوں کیلئے اعلیٰ اقدار و اعلیٰ صفات سے متصف ہونے کے لئے، شریعت مطہرہ اور رجال وصف کا سلسلہ جاری ہے لہٰذا اصلاح کیلئے دونوں سے تعلق رکھنا ضروری ہے۔ کتاب اللہ سے بھی اور رجال اللہ سے بھی کچھ لوگ

کتاب کو چھوڑ دیتے ہیں اور صرف علماء و مشائخ ہی کو قبلہ مقصود بنا لیتے ہیں۔ جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے کیا، اور گمراہی میں مبتلا ہو گئے۔

بعض لوگ علماء و فقہاء کو نظر انداز کرتے ہیں اور کتاب اللہ سے خود ہی استفادہ کرتے ہیں، وہ نفسیاتی اغراض کا شکار ہوتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں فرائض کو ایسی خوبی سے ادا کیا کہ دنیا نے تسلیم کر لیا کہ اگر واقعی روئے زمین پر کوئی اچھی جماعت موجود ہے تو وہ نبی آخر الزمانؐ کی تربیت یافتہ صحابہ کرام کی جماعت ہے اور حضور اکرمؐ کا حیرت انگیز کارنامہ یہ ہے کہ جزیرہ عرب جو انتہائی پستی میں ایسی زندگی گزار رہا تھا اور اخلاقیات سے دور تھا۔ ان کو ایسی تعلیم دی اور ایسی تربیت و تزکیہ کیا، کہ وہ دنیا کے رہنما بن گئے۔ ان کا جینا اور مرنا اس دین کی سربلندی کیلئے وقف ہو گیا۔ یوں تو ہر قابل آدمی ہر اصلاح پسند، ہر فلسفی کیلئے یہ ممکن اور آسان ہے وہ اپنے افکار و خیالات کسی کتاب میں جمع کر دے لیکن کسی پیغام کو عملی زندگی میں لانا، اور اس کیلے درست اسباب اور ذرائع پیدا کرنا بہت مشکل کام ہے۔

لیکن آپؐ نے ان لوگوں کے دلوں میں ایمان و یقین اور اخلاص وللہیت کے جام اُنڈیلے اور ان کی بہترین تربیت کی۔ اور تاریخ میں یہ بات مذکور ہے کہ جب آپؐ حجۃ الوداع ادا کر رہے تھے۔ اس وقت آپؐ کیساتھ تقریباً ایک لاکھ چالیس ہزار صحابہ کرامؓ تھے۔ آپؐ نے اعلان فرمایا۔ اے اللہ میں نے تیرا دین پہنچا دیا۔ اے اللہ تو گواہ رہ ان ہزاروں صحابہ کرام نے اللہ کا دین سیکھا اور زمانے تک اسے پہنچانے میں لگ گئے۔ اور آپؐ کے بعد صحابہ کرامؓ نے اس دین کو مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک ساری دنیا میں عام کر دیا[21]۔

حواشی وحوالہ جات

1 الانبیاء۲۱: ۷۳

2 البغوی،ابی محمد الحسین بن مسعود، تفسیر البغوی المسمی بمعالم التنزیل ۳: ۲۵۲،ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان،(س۔ن)

3 سید سلیمان ندویؒ، خطبات مدراس: ۲۱،ادارہ اسلامیات لاہور، ۱۹۸۳ء

4 الانعام۶: ۸۲-۹۰

5 خطبات مدراس: ۲۱

6 البقرۃ۲: ۱۲۹

7 البقرۃ۲: ۱۵۱

8 آل عمران ۳: ۱۶۴

9 الجمعۃ۶۲: ۲

10 البقرۃ۲: ۱۲۹

11 النحل۱۶: ۴۴

12 ابن ماجہ ،سلیمان بن اشعث،سنن ابن ماجہ ،باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم (۱۷)حدیث(۲۲۹)دار إحیاء الکتب العربیہ -فیصل عیسی البابی الحلب،(س۔ن)

13 طٰہٰ۲۰: ۷۵-۷۶

14 الشمس۹۱: ۷-۱۰

15 سبا۳۴: ۲۸

16 البقرۃ۲: ۱۱۹

17 الفرقان۲۵: ۱

18 الاحزاب۳۳: ۴۵

19 ابن کثیر، أبوالفداء اسماعیل بن عمر، تفسیر ابن کثیر (تفسیر القرآن العظیم)۶: ۴۳۹، دار طیبہ للنشر والتوزیع، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء

20 التونسی، محمد بن الطاہر بن عاشور، التحریر والتنویر ۲۲: ۵۴، الدار التونسیہ للنشر، تونس، ۱۹۴۸ھ

21 بخاری، أبو عبداللہ محمد بن اسماعیل ، صحیح البخاری، کتاب الحج، باب الخطبة أيام منى، حدیث(۱۷۳۹) دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ